مولانا مدرار اللہ مدرار نقشبندی

صنعت وحرفت رکھنے والے علما کا علمی کردار

معروف صحافی اور بزرگ عالم دین مولانا مدرار اللہ مدرار نے مولانا عبدالقیوم حقانی کے سلسلۂ مضامین "مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے اربابِ علم وفضل کا تذکرہ" (علامہ سمعانی سے ملاقات) پر اپنی ایک جامع اور نافع تحریر ارسال فرمائی ہے جس میں صنعت و حرفت کے مختلف پیشوں اور اپنے ہاتھ سے رزقِ حلال کمانے والے اکابر علماء ومشائخ کا تذکرہ وتبصرہ، رزقِ حلال اور اپنے ہاتھ سے کمانے کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی ہے افادۂ عام کے پیشِ نظر قارئین الحق کے پیشِ خدمت ہے! (ادارہ)

آپ کا گرامی نامہ چند روز قبل موصول ہوا تھا جب کہ میں زکام کی شدید تکلیف میں مبتلا تھا جس کے اثرات اب ؤ ہیں۔ اس لئے با امرِ مجبوری و معذوری فوری طور پر کچھ لکھنے سے قاصر رہا۔ آج اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عنایت بت لکھنے پر آمادہ ہوگئی ہے۔ بہرحال آپ کی یادآوری اور لطفِ نظر کا تہہ دل سے ممنون اور متشکر ہوں۔ و اِن میں آپ کی ملاقات سے ازحد مسرور ہوا تھا۔ موقر "الحق" میں آپ جو لکھ رہے ہیں، بہت خوب لکھ رہے ہیں ۔ب الارشاد حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ العالی کی مجالس اور ملفوظات کو آپ جس انہماک سے قلم بند کر رہے ۔کے لئے آپ احباب اور قارئین کے شکریے کے مستحق ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے "الحق" میں مشہور محقق ۔انی کی تحقیقات کے حوالے سے پیشہ ور علماء کے علمی کردار پر جو سلسلۂ مضامین جاری کر رکھا ہے۔ وہ بھی ۔ہ ہے۔ اس قسم کے مضامین سے علم اور تعلیم کی قدر ومنزلت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب کہ موجودہ حالات

میں نوجوانانِ ملت میں تعلیم کو پھیلانے کی اشد ضرورت ہے۔ اور اس قسم کے مضامین کی اشاعت سے تعلیم کو قوم کے تمام طبقوں میں عام کرنے اور مقبولِ عوام بنانے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

علامہ سمعانی وہ اہم شخصیت ہے جنہوں نے پیشہ ور علماء کو عوام سے متعارف کرانے کے موضوع پر بھی اپنی ایک کتاب "الانساب" میں کافی مواد جمع فرمایا۔ اور پیشہ ور علماء کے علمی کردار کو اجاگر کیا۔ پیشہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ سب اپنی جگہ پر انسانی تمدن کی بقا اور ترقی کے لئے ضروری ہے اس لئے علماء نے کسی پیشے کو اختیار کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کیا۔ بلکہ اسے تمدن و تہذیب کی ترقی اور پھلنے پھولنے کے لئے ضروری خیال کیا اور رزقِ حلال کے لئے اسے ایک نعمتِ الٰہی سمجھا۔ دوسری صدی ہجری میں مسلمانوں میں تعلیم اس قدر عام ہوگئی تھی کہ ادنیٰ سے پیشہ والے بھی تعلیم سے محروم نہیں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ انہی پیشہ وروں میں ایسے ایسے صاحبِ کمال پیدا ہوئے جن کو آج ہم امام اور علامہ کے لقب سے پکارتے ہیں۔ مثلاً امام اعظم ابو حنیفہؒ بزاز تھے۔ اور کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ یہ ان کا آبائی پیشہ تھا۔ جس کو نہ صرف انہوں نے برقرار رکھا بلکہ اسے نمایاں ترقی دی یہاں تک کہ ان کا تجارتی کاروبار لاکھوں روپے تک پہنچا ہوا تھا۔ اور تقریباً ہر بڑے شہر میں ان کے گماشتے تھے۔ اور بڑے بڑے سوداگروں سے لین دین اور معاملہ رہتا تھا۔ لیکن اتنی وسیع تجارت کے باوجود امامؒ کی احتیاط اور دیانت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ دکان میں جو تھان آئے تھے اُن میں کچھ عیب تھا۔ اس لئے نوکر کو ہدایت کی کہ تھان بیچتے وقت خریدار کو بتا دینا کہ ان میں عیب ہے۔ لیکن نوکر کو اس ہدایت کا خیال نہ رہا۔ اور تھان بیچ ڈالے۔ اور خریداروں کو عیب کی اطلاع نہ دی۔

جب امام صاحب کو معلوم ہوا تو نہایت افسوس کیا اور تھانوں کی قیمت جو تین ہزار درہم تھی سب خیرات کر دی۔

امام صاحب نادار طلباء کی مالی اعانت بھی کرتے۔ امام ابو یوسفؒ جو حضرت امام صاحب کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں ان کی معاشی حالت کمزور تھی۔ چنانچہ امام صاحب ان کی مالی اعانت فرماتے رہے اور حضرت امام کی اعانت ہی سے انہوں نے علم کی تکمیل کی۔ اور یگانۂ روزگار ثابت ہوئے۔

اسی طرح شمس الائمہ حلوائی تھے مٹھائی بنانا اور بیچنا ان کا مشغلہ تھا۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ انہوں نے علومِ دین اور علم فقہ میں اتنی مہارت پیدا کی کہ آسمانِ فقاہت کے درخشندہ آفتاب ثابت ہوئے۔ اسی لئے علماء و فقہاء نے انہیں "شمس الائمہ" جیسے عظیم ترین لقب سے ملقب کیا۔

امام ابو جعفر کفن دوز تھے۔ علامہ قفال مروزی قفل ساز تھے۔ اسی طرح بڑے بڑے علماء۔ اولیاء۔ قضاۃ فقہاء۔ مفسرین اور محدثین کے ناموں کے ساتھ غزالی یعنی سوت کاتنے والا۔ بنا یعنی معمار۔ خلال یعنی سرکہ

۔۔ والا۔ وراق یعنی جلد ساز۔ لبّان یعنی شیر فروش۔ نجّار یعنی بڑھئی۔ اور قدوری یعنی ہانڈیاں بنانے والا الفاظ دیکھتے ہیں۔ یہ سارے الفاظ مختلف پیشوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جن کو اپنے ناموں کے ساتھ لگاتے ہیں ہمارے جلیل القدر علماء نے کبھی اپنی ہتک نہیں سمجھی۔

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفقاء اور صحابہ کرام رضی کی زندگیاں اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ کسب کے لئے پیشے صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری بھی ہیں۔ اور فقط ضروری نہیں بلکہ عین عبادت ہیں۔ بیکاری عبادت نہیں۔ مفت خوری کوئی نیکی نہیں۔ اور پیشہ کوئی بھی ذلیل نہیں۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ حضرت صدیق رضی کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اینٹیں تھاپنے اور رہٹ چلانے کا کام کیا اسی طرح حضرت عثمان ذوالنورین رضی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی۔ حضرت طلحہ رضی اور حضرت زبیر رضی وغیرہم کاروبار کرتے رہے اور یہ سب حضرات عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

صنعت اور ہنر قرآن کی نظر میں | انسانی تمدن کو جن صنعتوں اور ہنرمندیوں کی ضرورت ہے ان میں بعض کا قرآن حکیم میں کیا گیا ہے۔ دنیا میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی تھی۔ جس کے بنانے میں سال صرف ہوئے تھے۔ طوفانِ نوح سے مومنوں کو بچانے کے لئے انہوں نے بامرِ خداوندی یہ کشتی بنائی تھی نوح علیہ السلام کو حکم ہوا۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا۔	اور بنا کشتی ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے۔
(سورۃ ھود ۳۷)	

یہ کشتی ایک بڑا جہاز تھا۔ جس میں الگ الگ درجے تھے۔ حیوانات کے جوڑوں یعنی نر و مادہ کے لئے درجہ تھا۔ اور کم و بیش اسی مسلمانوں کے لئے الگ درجہ بنایا گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام نے ۔۔۔ کا کام کیا۔ اور یہ کام انہوں نے حکم خداوندی اور اعلام ربانی سے سرانجام دیا۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہیں بنانے کی صنعت سکھائی تھی۔ اور یہ ایک صنعت تھی جو جنگ ۔۔۔ دشمن فوج کے حرب و ضرب سے مسلمانوں کی فوج کی حفاظت کا کام دیتی تھی۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے۔

عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ○	یعنی ہم نے داؤد کو زرہیں بنانے کی صنعت سکھائی تھی تاکہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی میں سو کیا تم شکر کرتے ہو۔
(الانبیاء - ۸۰)	

اس آیت سے معلوم ہوا کہ داؤد علیہ السلام کو لوہار کا کام سکھایا گیا تھا۔ حق تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں لوہا ۔۔ تھا۔ اسے موڑ کر نہایت ہلکی، مضبوط اور جدید قسم کی زرہیں تیار کرتے تھے جو لڑائی میں کام دیں۔

صنعت وحرفت احادیث کی روشنی میں | احادیث نبوی میں صنعت وحرفت اور کسبِ معاش کی بڑی فضیلت اہمیت بیان کی گئی ہے۔ ذیل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات پیش کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ حضرت مقدام بن معدیکرب ایک ارشاد نبوی یوں بیان کرتے ہیں:۔

مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ اِنْ یَاکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ وَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاوٗدَ یَاکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ

جو کھانا انسان اپنے ہاتھوں سے کام کرکے کھائے اس سے بہتر کوئی کھانا نہیں اور اللہ کے نبی داؤد (علیہ السلام) اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے۔

(رواہ البخاری)

۲۔ حضرت عائشہؓ حضورؐ کا ایک ارشاد اس طرح بیان کرتی ہیں۔

اِنَّ اَطْیَبَ مَا اَکَلْتُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ

بہترین کھانا وہ ہے جو تم اپنے کسب سے کماؤ۔

(رواہ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ ونسائی)

۳۔ یہی مضمون حضرت رافع بن خدیجؓ سے یوں مروی ہے۔

قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَ کُلُّ بَیْعٍ مَبْرُوْرٍ (رواہ احمد والبزار والطبرانی فی الکبیر الاوسط)

پوچھا گیا یا رسول اللہ کونسا کسب سب سے زیادہ پاکیزہ ہے؟

فرمایا۔ ایک تو اپنی محنت کی کمائی اور دوسرے ہر ایماندارانہ اور دیانت دارانہ تجارت

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ

اللہ تعالیٰ حرفت والے مومن کو دوست رکھتا ہے۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط)

حدیث میں "محترف" کا لفظ آیا ہے جو اسم فاعل ہے اور جس کا مادہ "حرفت" ہے لغت عربی میں "سے مراد پیشہ۔ کاروبار اور شغل ہے جس سے روزی ہاتھ آئے۔ اس لفظ میں ہر قسم کے جائز پیشے داخل ہیں۔

۵۔ حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں:۔

کَانَ زَکَرِیَّا نَجَّارًا

حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔

(رواہ مسلم)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔

مَنْ اَمْسٰی کالًّا من عَمَلِ یَدَیْهِ اَمسٰی مغفورًا لَهٗ
(رواه الطبرانی فی الاوسط)

جو دن بھر کی محنت کے بعد تھکا ماندہ رات گذارے۔ اس کی وہ رات مغفرت میں گذرے گی۔

حضرت ابوہریرہ کسب معاش کے متعلق ایک ارشادِ نبوی یوں روایت کرتے ہیں۔

مَا مِنْ مُسلِمٍ یَغرِسُ غَرسًا اَو یَزرَعُ زَرعًا فیاکُلُ مِنهُ طَیرٌ اَو اِنسَانٌ اَو بَهِیمَةٌ اِلّا کَانَ لَهٗ بِهٖ صَدَقَةٌ (بخاری مسلم وترمذی)

جو مسلمان کوئی درخت لگاتے یا کھیتی اگائے اور اس میں سے کوئی پرندہ، انسان یا چوپایہ کچھ کھائے تو یہ بھی اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے۔

حضرت حسن بن علی رض سے اسی مضمون پر مشتمل ایک ارشادِ نبوی مروی ہے۔

اَلنَّخلُ وَ الشَّجرُ بَرَکَةٌ عَلٰی اَهلِهِم وَ عَلٰی عَقِبِهِم بَعدَهُم اِذَا کَانُوا لِلّٰهِ شَاکِرِینَ ۰
(رواه الطبرانی فی الکبیر)

کھجور اور دوسرے درخت بونے والے کے موجودہ اہل وعیال کے لئے بھی باعث برکت ہیں اور بعد میں آنے والی نسل کے لئے بھی۔ بشرطیکہ وہ شکر الٰہی کرتے ہیں۔

حضرت ابو سعید رض سے تجارت کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حسب ذیل ارشاد مروی ہے۔

اَلتَّاجِرُ الاَمِینُ الصَّدُوقُ مَعَ النَّبِیِّینَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّهَدَاءِ
(رواه الترمذی)

امانت دار اور سچے تاجر کا حشر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

صحابہ کرام رض نے مسجد نبوی کے لئے کچی اینٹیں تیار کیں۔ حضرموت کا ایک شخص بڑی عمدگی سے مٹی گوندھ رہا تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کام دیکھ کر فرمایا۔

رَحِمَ اللّٰهُ امرَأً حَسَّنَ صَنعَتَهٗ وَ قَالَ لَهٗ اَلزِم اَنتَ هٰذَا الشُّغلَ فَاِنِّی اَرَاکَ تُحسِنُهٗ
(رواه ابن ماجه)

خدا اس پر رحمت نازل فرمائے جو کسی صنعت میں کمال پیدا کرے پھر اس شخص سے فرمایا تم اسی کام میں لگے رہو کیونکہ مجھے نظر آتا ہے کہ تم اسے عمدگی سے کرتے ہو۔

ایک صحابی حضرت جابر رض نے حضور رص سے مصافحہ کیا تو ان کی ہتھیلی کچھ کھردری اور داغدار نظر آئی۔ حضور نے پوچھا یہ داغ کیسے ہیں؟ عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں نعل بندی کا کام کرتا ہوں اور اسی سے اپنے بال بچوں کا

پیٹ پالتا ہوں۔ یہ سن کر حضورؐ نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا

هٰذِهٖ يَدٌ لَا تَمَسُّهَا النَّارُ (اسد الغابہ) یہ وہ ہاتھ ہے جسے آگ نہیں چھو سکتی۔

احادیث مبارکہ مندرجہ بالا کی روشنی میں صنعت وحرفت۔ دستکاری۔ کھیتی۔ شجر کاری۔ تجارت او معاش کے تمام جائز ذرائع اور پیشوں کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اور انہی ذرائع کو خیر۔ پاکیزہ۔ خدا کا پسند ذریعۂ مغفرت۔ صدقہ۔ باعث برکت اور پھر انبیاء وصدیقین وشہداء کی رفاقت کا سبب بتایا گیا ہے ا کسب معاش کے لئے جو پیشے اور ذرائع استعمال کئے جائیں بشرطیکہ وہ حلال ہوں اور حرام طریقوں سے پاک ہوں تو وہ مستحسن محمود اور پسندیدہ ہیں۔

امام غزالی اور پیشے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تو تمدن کی بقاء وترقی اور انسانی ضرورتوں کو اتنی اہ دی ہے کہ ان کی خاطر مختلف صنعتوں اور پیشوں کو فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ احیاء العلوم میں لکھتے

اما فرض الكفاية فهو كل علم لا يستغنى عنه فى قوام امور الدنيا كالطب اذ هو ضرورى فى حاجة الابدان وكالحساب فانه ضرورى فى المعاملات وقسمة المواريث

یعنی فرض کفایہ وہ علم ہے جس کے بغیر دنیاوی ضرورتیں انجام نہ پا سکتی ہوں۔ مثلاً طب۔ کیونکہ ابدان کے لئے وہ ضروری ہے۔ یا حساب کیونکہ معاملات اور ترکہ کی تقسیم میں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔

اس کے بعد امام موصوف لکھتے ہیں۔

ولا يتعجب من قولنا ان الطب والحساب من فروض الكفاية وان اصول الصناعات ايضاً من فروض الكفايات كالفلاحة والحياكة والسياسة بل الحجامة والخياطة

یعنی ہمارے اس قول پر کہ طب وحساب فرض کفایہ ہے تعجب نہ کرنا چاہئے بلکہ صنعتی علوم بھی فرض ہیں۔ مثلاً کاشتکاری۔ جولاہا پن۔ سائیسی بلکہ حجامت اور درزی گری بھی۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں مولانا عبدالقیوم حقانی کے اس سلسلۂ مضامین کی اہمیت بخوبی اجاگر ہو ہے جو انہوں نے موقر ”الحق“ میں علامہ سمعانی کی تحقیقات کے حوالے سے پیشہ ور علماء کے علمی کردار پر شائع ہے۔ اس سے ہمارے معاشرہ کے وہ اوہام رد ہو جاتے ہیں جو انہوں نے مختلف پیشوں کے کمینہ پن کے متع کئے ہیں۔ پیشوں کا نسب سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ان سے قومیں بنتی ہیں۔ یہ مغربی تہذیب کے لائے ہوئے ہیں کہ قومیتیں اوطان اور نسل ونسب سے بنتی ہیں۔ اسلام کے نزدیک قومیت کی اساس اسلام ہے جن مختل قوموں میں وجہ جامعیت اور مابہ الاشتراک اسلام ہو وہ سب ایک قوم اور امت واحدہ ہے۔ اور ان سب حقوق برابر ہیں۔ قرآن حکیم کی یہ آیت اس حقیقت پر دال ہے کہ:۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّ مِنْکُمْ مُؤْمِنٌ ط (التغابن ۲)

اللہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا، پھر بعض تم میں سے کافر ہیں اور بعض مومن۔
اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ
" اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ "
کفر ایک ملت ہے۔ اسی طرح مسلمان ایک ملت اور ایک امت ہیں۔ اس سلسلے میں علامہ اقبال کیا خوب فرما گئے ہیں ؎

کسی کہ پنجہ زد ملک و نسب را ندانہ نکتۂ دینِ عرب را
اگر قوم از وطن بودے محمدؐ ندادے دعوتِ دین بو لہب را

بقیہ: درسِ قرآن

معلوم ہوا کہ تیسری منزل یہ ہے کہ جس مقصد کے لئے یہ کام کیا گیا ہے وہ مقصد بھی حاصل ہو۔ اگر ہاتھ کے ہاتھ جلیبی بک گئی ـــ آپ کہیں گے سامان بھی اللہ نے دیا ہے۔ توفیق بھی اللہ نے بنانے کی دی اور جو مقصد تھا وہ بھی اللہ نے پورا کر دیا۔

اب آپ سمجھ گئے کہ دراصل کام کی تکمیل جب ہوتی ہے کہ جب ان تین منزلوں سے گذر جائیں ایک سامان اور اسباب موجود ہو اس کے استعمال کی توفیق ہو۔ اور تیسرے یہ کہ جس مقصد اور غرض کے لئے یہ کام کیا گیا ہے وہ بھی حاصل ہو، اسی لئے فرمایا۔

اللہ کے تین نام پکار کر کام کرو جس کا مطلب یہ ہے۔ خالقِ اسباب بھی اللہ ہے توفیق دینے والا بھی اللہ ہے اور جس مقصد کے لئے یہ کام کیا گیا ہے اس مقصد کو پورا کرنا بھی خدا کا کام ہے ـــ ایک کے لئے لفظ اللہ استعمال کرو۔ دوسرے کے لئے لفظ رحمٰن استعمال کرو۔ تیسرے کے لئے لفظ رحیم استعمال کرو۔

اب معلوم یہ ہوا کہ واقعی دنیا کا کوئی کام نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایک انسان ان تین مرحلوں سے نہ گذرے اور تین منزلوں سے اپنے آپ کو نہ گذارے۔ اسلام کی تعلیمات کتنی حکیمانہ ہے۔ تو میں نے یہ بات اس لئے عرض کی کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ قرآن کریم کی ایک آیت ہے "آیۃ رحمت" کہلاتی ہے اور آیت رحمت ہمارے اور آپ سے چھوٹتی چلی جا رہی ہے۔ جب کوئی کام کرو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو۔ بچوں کو بتاؤ۔ اس سے اپنے کام کی ابتداء اور آغاز کرو۔ اس لئے میں نے ایک آیت بطور درس کے پیش کی۔ اللہ ہمیں اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

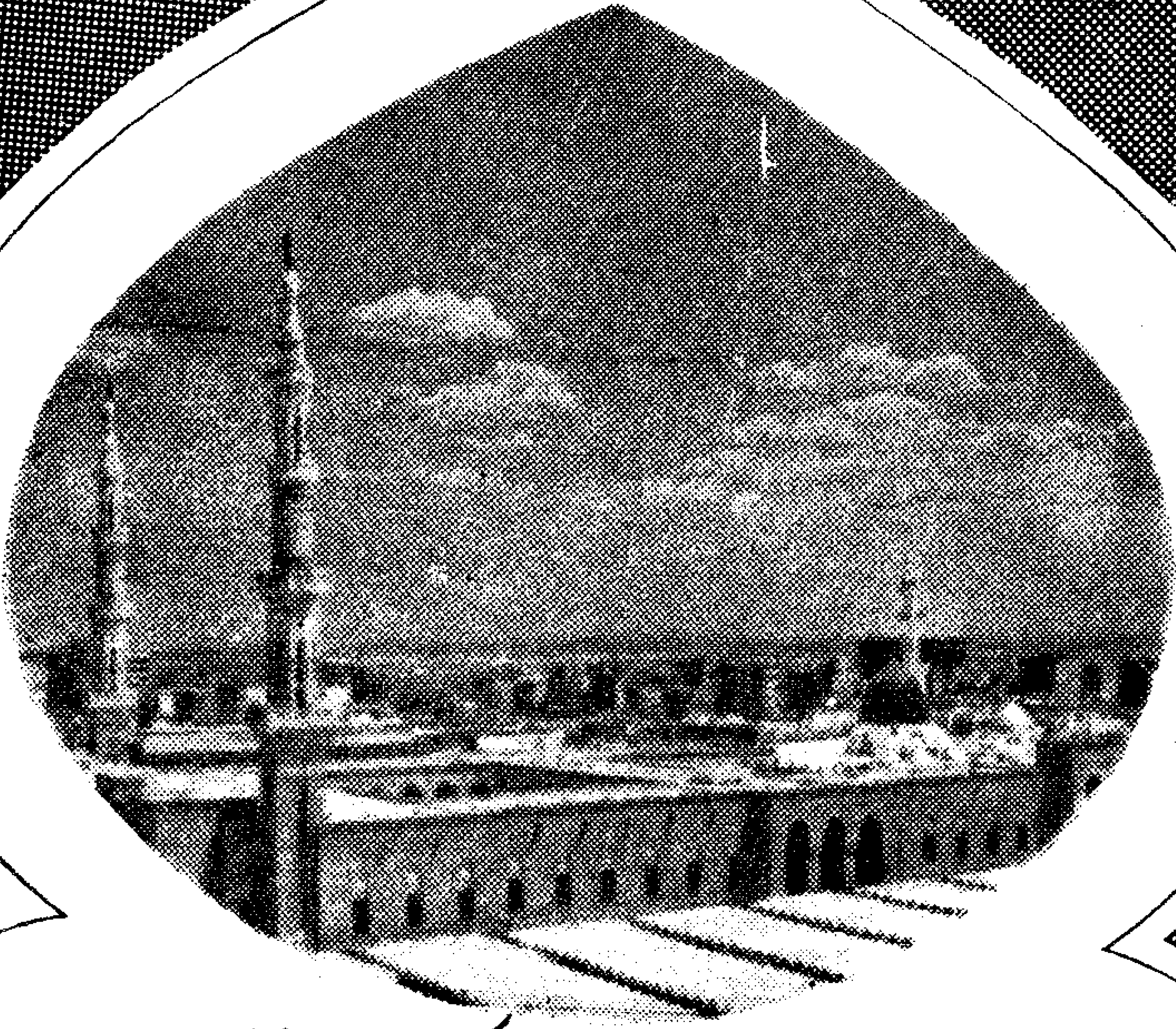

اُس کے ماتھے کا پسینہ خشک ہونے بھی نہ پائے
آپ محنت کا صلہ دے دیجئے مزدور کو
کاش ہر آجر کے ہو پیشِ نظر قولِ رسولؐ
حرفِ آخر مان لے دنیا اسی دستور کو
ہو رسولؐ اللہ کا کردار اگر خضرِ حیات
خود ہی آدابِ حیات آجائیں گے جمہور کو

PAKISTAN TOBACCO
PTC
COMPANY LIMITED

TELEGRAMS: PAKTOBAC AKORA KHATTAK

TELEPHONES: NOWSHERA 498 & 599

PAKISTAN TOBACCO COMPANY LIMITED

AKORA KHATTAK FACTORY P. O. NOWSHERA
(N. W. F. P.—PAKISTAN)